WWW.MUFTIAKHTARRAZAKHAN.COM

مسلک احمد رضا پر رکھ مجھے ثابت قدم
میرے آقا سیدی اختر رضا کے واسطے
عتیق الرحمن رضوی

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان اور مسلک اعلیٰ حضرت

از

علامہ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ نجم القادری
ایم۔اے۔پی۔ایچ۔ڈی (میسور یونیورسٹی) میسور، انڈیا

/muftiakhtarrazakhan1011/
/muftiakhtarraza
+92 334 3247192

www.muftiakhtarrazakhan.com

حضور تاج الشریعہ

اور

مسلک اعلیٰ حضرت

علامہ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ نجم القادری
ایم۔اے، پی۔ایچ۔ڈی (میسور یونیورسٹی) میسور، انڈیا

ناشر:
دار النقی
تاج الشریعہ فاؤنڈیشن، کراچی، پاکستان
www.muftiakhtarrazakhan.com
+92 334 3247192

ہزاروں آندھیوں میں بھی جومثل شمع روشن ہے
ہے مسلک اعلیٰ حضرت کا تو محنت تاج الشریعہ کی

اسلام وہ مبارک دین ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی پسندیدگی کی سند عطا کر دی ہے۔ چونکہ یہ خدا کی پسند ہے، اس لئے خزاں میں بھی ہرا بھرا اور ہجوم آلام میں بھی مسکراتا ہی رہتا ہے۔ البتہ جہاں تک اس کی آزمائش اور امتحان کی بات ہے تو کبھی اس پر یزیدی بادل آئے اور کبھی حجازی طوفان، کبھی مامونی طاقت نے آنکھ دکھانے کی جرات کی اور کبھی تاتاری طاقت اس سے ٹکرائی ،کبھی خارجی شورش نے اس سے پنجہ آزمایا اور کبھی رفض کے غرور نے اس کو زیر کرنے کی کوشش کی ،مگر وہ سب کی سب جرأتیں اس پہاڑ سے ٹکرا کر پاش پاش ہوگئیں۔ یہ وہ یادیں ہیں کہ ماضی کے جھروکوں سے جب بھی جھانکتی ہیں تو کلیجہ منھ کو آتا ہے۔ تاہم چودہویں صدی ہجری میں وہابیت کے نام سے جس فتنے نے جنم لیا وہ مذکورہ تمام فتنوں میں سب سے خطرناک فتنہ تھا۔ اتنا خطرناک کہ صرف ایک فتنہ نہیں تھا بلکہ ام الفتن، اس کے بطن سے چولے بدل بدل کر نئے رنگ وروپ میں متعدد ناموں سے مختلف فتنے جنم لیتے رہے اور آج بھی لے رہے ہیں۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کے دور میں وہابیت کا تلاطم تھا، تو آج کے دور میں صلح کلیت کا طوفان بلاخیز، جب وہابیت نے پر پھڑ پھڑائے تو اللہ تعالیٰ نے امام احمد رضا کو تمام فکری وعلمی اور عملی اسلحہ سے لیس کر کے مجدد اعظم بنا کر بھیجا اور آج جب صلح کلیت قیامت ڈھانے پر تلی ہے تو خدا نے اپنے دین کی حفاظت کے لئے مفتی اختر رضا کو تاج الشریعہ بنا کر دین کا سپر بنایا ہے۔

قدرت کا یہ نظام بھی بڑا انرالا اور البیلا ہے کہ اپنے دین حنیف کی حفاظت کے لئے مخصوص

بندوں میں سے کسی کو چن لیتا ہے۔ ہاں کسی شخصیت کا دائرہ کار و اختیار ایک گاؤں ایک محلہ تک محدود ہوتا ہے، تو کسی کسی کا پوری ریاست بلکہ کئی کئی ریاستوں کے لئے، کسی کسی کا ایک ملک کے لئے تو کسی کسی کا کئی ملکوں کے لئے، ان میں کچھ شخصیتیں ایسی بھی ہوتی ہیں جس کے علم وفضل، فیض و فیضان، احسان وعرفان، اثر ونفوذ اور قبولیت ومحبوبیت کا دائرہ پوری دنیا کو محیط ہوتا ہے۔ حضور امام اعظم، حضور غوث اعظم، حضور غریب نواز، حضور مخدوم بہار، حضور مخدوم سمناں، حضور اعلیٰ حضرت، حضور مفتیٔ اعظم وغیرہم رضی اللہ عنہم اجمعین وہ شخصیات ہیں جنہوں نے بیک وقت پوری دنیا کو متاثر کیا اور متحیر کئے رکھا۔ آج بھی ان کے نام اور کام کا دیپک اسی شان استغنا سے جل رہا ہے جیسے کل جلتا تھا، بلکہ دن بہ دن ان کی عظمت کی چاندنی پھیلتی ہی جارہی ہے۔ انہیں عالمگیر شخصیتوں میں حضور تاج الشریعہ کی ذات والا صفات بھی ہے جو اپنے فکر وفضل کی بلندی، حق گوئی و بے باکی، حق پسندی وحق نوائی، جرأت مندی ونکتہ آفرینی، شریعت کی پابندی اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر میں اس وقت دنیا کے تمام اکابر مشائخ پر فوقیت رکھتی ہے۔

ظاہر ہے کہ جن افراد واشخاص سے خدا کو جیسا کام لینا منظور ہوتا ہے۔ ان کی سیرت وحیات کے دامن کو ویسے ہی لولو ولالہ سے سجاتا بھی ہے۔ اس کو علم ایسا دیتا ہے کہ ارباب علم کی انجمن میں جب وہ جلوہ گر ہوتا ہے تو پھر اس کے بعد چراغوں میں روشنی نہ رہی، کا منظر سامنے آجاتا ہے۔ اس کو ظاہری اوصاف سے اس طرح متصف کرتا ہے کہ جس زاوئیے سے دیکھئے۔۔۔ع

"کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا ایں جا است"

کا سماں نظر آتا ہے اور باطنی کمال میں اسے ایسا ممتاز فرمادیتا ہے کہ غوث اعظم کا تصرف، غریب نواز کی کرامت اور امام اعظم کی ژرف نگاہی کا جلوہ بکھیرتا دکھائی دیتا ہے۔ اگر اس وقت عالمی نگار خانے کے ان نگینوں کو جمع کیا جائے تو جو تصویر ابھرے گی وہ تصویر حضور تاج الشریعہ کی ہے۔ بلبل شیراز کا یہ شعر ؎

بالائے سرش ز ہوشمندی   می تافت ستارہ بلندی

کبھی پڑھا تھا اور آج اس کا مرقع حضور تاج الشریعہ کی شکل میں ہمارے سامنے ہے۔ آئیے تھوڑی دیر ہم حضور تاج الشریعہ کے گلشن حیات کی سیر کرتے ہیں اور دیکھنے کی کوشش کرتے ہیں ان کے علم کے سدرۃ المنتہیٰ پر عمل کے کیسے عندلیب چہکتے ہیں۔

تاریخ و سیر کی کتابوں میں کچھ بچوں کی اعلیٰ ذہنیت کا حیرت بدوش واقعہ ملتا ہے کہ انہوں نے اپنی پرواز سے استاذ کو حیران کر دیا، آج یہ ہم سب خواجہ تاشان رضویت کے لئے فخر کی بات ہے کہ ہمارے دور میں وہ شخصیت حضور تاج الشریعہ کی ہے جنہوں نے جامعہ ازہر مصر میں اپنی اعلیٰ ذہنیت اور ہمہ جہت صلاحیت کا پرچم گاڑ دیا۔ جامع ازہر میں جب حضور تاج الشریعہ کا سالانہ امتحان ہوا تو ممتحن نے آپ کی جماعت کے طلبا سے علم کلام کے چند سوالات کئے۔ پوری جماعت میں سے کوئی ایک بھی طالب علم ممتحن کے سوالات کے صحیح جواب نہ دے سکا۔ ممتحن نے روئے سخن آپ کی طرف کرتے ہوئے سوالات کو دہرایا۔ آپ نے ان سوالات کا ایسا شافی و کافی جواب دیا کہ ممتحن تعجب کی نگاہ سے دیکھتے ہوئے کہنے لگے کہ "آپ تو حدیث و اصول حدیث پڑھتے ہیں علم کلام میں کیسے جواب دیا۔ آپ نے علمِ کلام کہاں پڑھا؟" آپ نے جواب میں کہا کہ "میں نے دار العلوم منظر اسلام بریلی شریف میں چند ابتدائی کتابیں علم کلام میں پڑھی تھیں۔ مجھے مطالعہ کا بہت شوق تھا جس کی وجہ سے میں نے آپ کے سوالات کے جواب دے دیئے۔ اگر اس سے بھی مشکل سوال ہوتا تو بھی میں جواب دیتا اور بالکل صحیح جواب دیتا۔" آپ کے جواب سے مسرور ہو کر ممتحن نے آپ کو پہلا مقام دیا اور آپ اول نمبر سے پاس ہوئے۔ یہ کمال درک کی برکت تھی کہ فائنل امتحان میں آپ نے ممتاز حیثیت حاصل کر کے سند فراغت حاصل کیا۔ کمال بالائے کمال یہ کہ اس سال پورے ملک مصر میں اتنے اعلیٰ نمبروں سے کہیں بھی کوئی پاس نہیں ہوا۔ (ماہنامہ "اعلیٰ حضرت"، بریلی شریف ۱۹۶۵ء)

پورے جامعہ ازہر میں خوشی کی لہر دوڑ گئی، جامعہ کی مقتدر شخصیات نے جامعہ ازہر ایوارڈ عطا

کیا۔ یہ وہی جامعہ ازہر ہے کہ مدت مدید کے بعد جب آپ دوبارہ تشریف لے گئے تو آپ کے وفور علم، کمال مہارت اور شریعت پر استقامت وتصلب فی الدین کو دیکھ کر فخر ازہر ایوارڈ سے نوازا گیا۔ طالب علمی کے دوران آپ کا معمول تھا کہ علی الصباح عربی اخبارات استاذ کو سناتے اور اردو، ہندی اخبارات کی خبروں کو عربی زبان میں ترجمہ کرکے استاذ کو بتاتے۔ جب جامعہ ازہر کے اساتذہ و طلباء سے آپ کی گفتگو ہوتی تو آپ کی بے تکلف فصیح وبلیغ عربی گفتگو سن کر لوگ محوحیرت ہو جاتے۔ حضور محدث کبیر ارشاد فرماتے ہیں کہ جامعہ ازہر کے دور تحصیل میں جب آپ کا عربی کلام ازہر کے شیوخ سنتے تو کلام کی سلاست ونزاکت اور حسن ترتیب پر جھوم اٹھتے اور کہتے تھے کہ یہ کلام کسی غیر عربی کا محسوس نہیں ہوتا حضور محدث کبیر مزید فرماتے ہیں کہ: ''علامہ ازہری کو میں نے انگلینڈ، امریکہ، افریقہ، زمباوے وغیرہ میں برجستہ انگریزی زبان میں تقریر و وعظ کرتے دیکھا ہے اور وہاں کے تعلیم یافتہ لوگوں سے آپ کی تعریفیں سنی ہیں اور یہ بھی ان سے سنا کہ حضرت کو انگریزی زبان کے کلاسیکی اسلوب پر عبور حاصل ہے۔ حضرت تاج الشریعہ کو چالیس علوم وفنون پر ملکہ تامہ حاصل ہے۔''

(حیات تاج الشریعہ ص ۱۶،۱۵)

کوئی شخص یونہی بلندیوں کو نہیں پالیتا، کتنے مراحل سے گزرنا پڑتا ہے اور کتنی حسرتیں اس کی بلائیں لیتی ہیں یہ وہی جانتا ہے۔ بس یوں سمجھ لیجئے کہ جس طرح سورج کی روشنی، چاند کی چاندنی، شبنمی قطروں کا چھڑکاؤ، بھنوروں کی گدگداہٹ، نسیم صبا کی تھپکی، مالی کی نگہداشت جب یکجا ہوتی ہیں اور بروقت توجہ دیتی ہیں تب کوئی کلی پھول بن کر مسکراتی اور بشکل ہار محبوب کے گلے کی زینت بنتی ہے اسی طرح شخصیت کے ارتقا میں بھی متنوع عوامل کا حصہ ہوتا ہے۔ حضور تاج الشریعہ کی زندگی کے تربیتی مراحل اور ارتقائی منازل بھی کچھ اسی انداز کے ہیں۔ نانا جان قطب عالم، حضور مفتی اعظم کی تقدیر افروز نظر، والد گرامی حضور مفسر اعظم کی تعبیر بداماں تربیت، والدہ محترمہ کی نورانی گود اور گھر کے روحانی کہکشانی ماحول نے مل کر اسے بہت کچھ بننے کی فکر میں سہارا دیا ہے۔ والد گرامی کی

ان پر توجہ خصوصی کا یہ حال تھا کہ دوران طالب علمی میں آپ کو قریب بلایا اور فرمایا کہ کل سے ''دارالعلوم منظر اسلام'' کے طلبا کو ''سیف الجبار'' مصنفہ علامہ فضل رسول بدایونی علیہ الرحمہ پڑھ کر سنایا کرو گے۔ آپ نے عرض کیا ''ابھی میری اردو اچھی نہیں ہے۔'' فرمایا ''زبان ٹھیک ہو جائے گی، یہ کام تمہارے ذمہ کیا جاتا ہے۔'' آپ نے دوسرے دن اپنے ہم درس طلبا کو جمع کیا اور خانقاہ عالیہ رضویہ کی چھت پر بیٹھ کر ''سیف الجبار'' کا درس شروع کر دیا اس طرح کئی بار ''سیف الجبار'' کا مطالعہ کیا اور درس دیا۔ والد ماجد کے اس میں کئی مقاصد پوشیدہ تھے، ایک تو یہ کہ اردو عبارت خوانی بہتر ہو جائے، دوسری چیز یہ کہ عقائد اہل سنت و جماعت کی خوب جانکاری حاصل ہو اور تیسری وجہ یہ کہ تقریر و خطابت میں تکلف اور جھجھک ختم ہو جائے۔ حضور مفسر اعظم کے اس انداز کی شخصیت سازی میں باپ کی شفقت بھی ہے، مربی کی بصیرت بھی، عالمی مرکزی درسگاہ و خانقاہ کے ذمہ دار کی حیثیت سے عالمی ذمہ داری کا احساس بھی، مذہب اہل سنت و جماعت، مسلک اعلیٰ حضرت پر مستقبل میں ہونے والی تنقید کیلئے پیش بینی اور فکر مندی بھی، زبان دانوں کی مجلس میں بلا تکلف بول کر احقاق حق کے لئے جھجھک توڑنے کی تمنا بھی، حضور مفسر اعظم اپنی اس کوشش میں کتنے کامیاب رہے، اسے حضور تاج الشریعہ کے کارناموں کی شکل میں دنیا آنکھوں سے دیکھ رہی ہے، کانوں سے سن رہی ہے اور دل سے محسوس کر رہی ہے۔

مفتیٔ اعظم کی روحانیت حضور مفسر اعظم کی شفقت اور والدہ ماجدہ کی پاکیزہ تربیت نے آپ کو اس بلندی تک پہنچا دیا ہے کہ بلندیاں خود رشک کرنے لگی ہیں، کہتے ہیں کہ جب کوئی بڑی بے ریا شخصیت بڑی نظر سے دیکھنے اور بڑے جملوں سے یاد کرنے لگے تو سمجھ جائیے کہ یہ شخصیت بھی بڑی ہوگی یا بڑائی اس کے انتظار و استقبال میں ہے۔ اس تناظر میں تاج الشریعہ کو اب دیکھنے کی سعی کرتے ہیں اور بڑائی کے کوہِ طور کو جھانک کر کسب نور وضیا کرتے ہیں۔ مشہور خطیب مولانا عبد المصطفیٰ ردولوی بیان فرماتے ہیں کہ: ''ردولی شریف میں ۱۴۰۰ھ میں سنی کانفرنس کے نام سے ایک جلسہ

ہوا۔اس میں رئیس اعظم اڑیسہ،سلطان التارکین حضرت علامہ مفتی حبیب الرحمن حضور مجاہد ملت علیہ الرحمہ اور جانشین مفتی اعظم علامہ ازہری میاں کی آمد ہوئی۔جناب محمد عمر قریشی کے مکان میں دونوں بزرگوں کے قیام کا انتظام تھا۔صاحب خانہ کا کلکتہ میں کاروبار چلتا تھا،وہ وہیں حضور مجاہد ملت علیہ الرحمہ کے دامن سے وابستہ ہو گئے تھے،صاحب خانہ کے صاحبزادے جاوید عمر صاحب نے کہا کہ میری والدہ بھی حضور مجاہد ملت سے مرید ہونا چاہتی ہیں۔آپ حضرت سے گزارش کر دیں کہ قبول فرما لیں، میں نے مجاہد ملت سے عرض کیا۔سرکار مجاہد ملت علیہ الرحمہ نے فرمایا میاں حضور اعلیٰ حضرت کے شہزادے حضرت ازہری میاں صاحب کی موجودگی میں ایسا کیسے ہوسکتا ہے کہ میں مرید کروں، انہیں سے مرید کروائیں،مگر وہ اپنے شوہر کے حضور مجاہد ملت علیہ الرحمہ کی نسبت کی وجہ سے مصر رہیں کہ مجھے بھی حضور مجاہد ملت علیہ الرحمہ ہی کی کنیزوں میں داخل کروائیں۔بہ اصرار میں نے حضرت کو راضی تو کر لیا مگر گھر کے اندر جانے کا جو راستہ تھا وہ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی قیام گاہ سے ہو کر گزرتا تھا۔حضرت نے فرمایا میں ازہری میاں کے سامنے سے ہو کر کیسے گزر سکتا ہوں۔ آخر کار عقبی دروازے سے حضرت اندر تشریف لے گئے اور فرماتے تھے کہ کوئی تیز آواز میں نہ بولے کہ حضرت ازہری میاں تشریف فرما ہیں آہستہ بولو،شہزادے آرام فرما رہے ہیں۔“(کرامات تاج الشریعہ،ص ۱۴۹)

حضرت پیر سید طاہر علاء الدین صاحب علیہ الرحمہ،پاکستان جن کی شخصیت عظمت کا پورا پاکستان معترف و مداح تھا۔ملک کے وزیر اعظم کو بھی ان کی چوکھٹ پر انتظار کرنا پڑتا۔حضور تاج الشریعہ پاکستان کے دورے پر تھے،ان سے ملاقات کے لئے تشریف لے گئے،تو حضرت نے بڑھ کر اکرام فرمایا اور فی البدیہ عربی میں ایک قطعہ پڑھا،جس کا خلاصہ یہ ہے کہ۔۔۔ع

”اختر رضا ستارے کی طرح تابندگی بکھیرے گا“

بیشک ہمارے اسلاف نے حضور تاج الشریعہ کی حیات میں مستقبل کے افق پر چمکنے والے

فقہی، تحقیقی ،فکری، علمی ستاروں کی چمک دیکھ لی تھی ۔حضور مجاہد ملت کے ادب آموز رس گھولتے جملے، پیر سید علاء الدین کی مشک بار'' پروقار باتیں مستقبل کے حجاب ہائے سربستہ کی نقاب کشائی کرتی ہیں۔ آخر وہ وقت بھی آہی گیا'' بزرگوں کی دعائیں اور مشائخ کی تمنائیں جس کے انتظار میں تھیں۔ یہ دیکھئے حضور مفتی اعظم کیا ارشاد فرماتے ہیں: ''اختر میاں اب گھر میں بیٹھنے کا وقت نہیں، اب اس کام (فتاویٰ نویسی) کو انجام دو۔ میں دار الافتا تمہارے سپرد کرتا ہوں۔ اور موجود لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا آپ لوگ اختر میاں سے رجوع کریں۔ ان کو میرا قائم مقام جانیں۔'' (حیات تاج الشریعہ، صفحہ ۱۳)

پھر جلسے جلوس میں اپنا قائم مقام بنا کر حضور مفتی اعظم نے آپ کو بھیجنا شروع کر دیا اور سونے پر سہاگہ یہ کہ اپنی موجودگی میں حضور مفتی اعظم نے لوگوں کو آپ سے بیعت کرایا اور فرمایا کہ ان کی بیعت میری بیعت ہے۔ یاد رکھئے حضور مفتی اعظم وہ ہیں جن کی عبقریت اور تقویٰ وطہارت کا ذکر سن کر، پڑھ کر لوگ حیران ہیں بلکہ ان پر وجدانی کیفیت طاری ہے۔ جن کی نظر حق دیکھتی، زبان حق ہی بولتی، جن کے کان حق ہی سنتے، جن کا دماغ حق ہی سوچتا اور جن کے دل کی دھڑکن سے حق حق کی آواز آتی تھی۔ تقویٰ ایسا کہ اپنے مابعد زمانہ کے لئے بھی تقویٰ کی لاج رکھ لی۔ حضور تاج الشریعہ کہتے ہیں۔

متقی بن کر دکھائے اس زمانے میں کوئی — ایک میرے مفتی اعظم کا تقویٰ چھوڑ کر

جانشینی تو خیر بہت بڑی بات ہے، حضور مفتی اعظم جلد کسی کو خلافت بھی نہیں دیتے اور جن جن کو دیا وہ ممتاز اوصاف کے حامل ہیں۔ وہ خلافت دینے سے پہلے نگاہ قلب آشنا سے پرکھتے، جانچتے، میزان استقامت پر تولتے پھر خلافت دیتے۔ ہم نے دیکھا ہے کہ کئی جید علما اور نامور خطباء نے حضرت سے اجازت کی گزارش کی، بات نہ بنی تو بھاری بھرکم سفارش کروائی، مگر پھر بھی حضور مفتی اعظم کی پیشانی پر خوشگواری کے اثرات ظاہر نہ ہوئے تو وہ خاموش ہو گئے۔ کچھ مہینوں بعد معلوم ہوا کہ وہ مسلک اعلیٰ حضرت سے منحرف ہو گئے۔ یہ مفتی اعظم کے نگاہ حق پناہ کا معیار، ان کی دوراندیشی،

دور بینی تھی وہ کسی بھی حال میں اعلیٰ حضرت کی خلافت کی سفید چادر پر معمولی سا دھبہ پڑ جائے، اس کو برداشت نہیں کرتے تھے۔ وہ اس معاملے میں بہت محتاط اور کڑی نگاہ کے مالک تھے۔ اس چھان پھٹک اور تلاش وتفحص کے بعد اگر حضور تاج الشریعہ کو اپنی جانشینی کا تاج بخشا ہوگا تو یوں ہی نہیں حضور مفتی اعظم علیہ الرحمہ کی عقابی نگاہ نے پرت در پرت تہوں کا محاسبہ کر کے اعتماد ویقین سے مکمل طور پر اپنے دل کو مطمئن پایا ہوگا تب جا کر اپنی جانشینی کی مسند تفویض کی ہوگی، پھر اس کے بعد حضور تاج الشریعہ کی زندگی میں جو انقلابات آئے وہ حیرت انگیز بھی ہیں اور اہل وفا کے لئے مسرت بیز بھی۔ اس کے بعد جو آپ اُڑے ہیں تو اڑتے چلے گئے، آگے بڑھے ہیں تو بڑھتے چلے گئے، آفاق میں چھائے تو چھاتے چلے گئے، دنیا میں چمکے تو چمکتے چلے گئے، حضور تاج الشریعہ کو ان کیفیات کا بھرپور احساس ہے، اس لئے اعتراف کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ؎

نگاہ مفتیٔ اعظم کی ہے یہ جلوہ گری چمک رہا ہے جو اختر ہزار آنکھوں میں

حضور مفتیٔ اعظم علیہ الرحمہ نے آپ کو کہاں سے کہاں پہنچا دیا۔ ذیل کا اقتباس پڑھئے اور غور کیجئے کہ ہماری محفل میں رہنے والا، ہمارے ساتھ اٹھنے بیٹھنے والا، ہمارے جلسے جلوس میں شرکت کرنے والا وہ شخص کس قدر بلند مقام پر فائز ہے اور اندازہ کیجئے کہ اس دور وفا ناآشنا میں کیسی عظیم المرتبت ہستی کے زیر سایہ کرم ہم جی رہے ہیں۔ خدا کی کتنی بڑی نشانی ہم میں موجود ہے، حضور مفتیٔ اعظم کی رفاقت ومصاحبت اور دعا وتمنا نے اس بلندی پر ان کو پہنچا دیا ہے کہ بلندی خود رقص کرنے لگی ہے۔ کوئی حد ہے ان کی عروج کی، ذرا دیکھئے ان کی حیات اور ارتقا کے اس انداز کو، کیسے فلک رس شجر کی شاخ طوبیٰ پر آپ مکیں ہیں۔

ایک بار حضور احسن العلماء علیہ الرحمہ سے کسی نے دریافت کیا کہ حضور آپ کی خانقاہ کے بزرگوں کی کون کون سی کرامات مشہور ہیں۔ جواب دیا کہ ہمارے خاندان میں بزرگوں کی کرامتوں کا زیادہ بیان نہیں کیا جاتا، ہمارے بزرگ یہ سبق دے گئے ہیں کہ دین پر استقامت کئی کرامت سے زیادہ

بلند ہوتی ہے۔ وہ صاحب پھر بھی بضد رہے،تو حضور احسن العلماء نے ارشاد فرمایا کہ سنیئے ماضی قریب میں ہماری خانقاہ کی دو کراماتیں ہیں۔ ''ایک احمد رضا'' اور دوسری ''مصطفیٰ رضا'' سبحان اللہ!

ع۔۔۔

قدر والے جانتے ہیں قدر وشان اہل بیت

شرف ملت حضرت سید محمد اشرف میاں برکاتی نے اپنے والد گرامی قدر کے اس جامع متن پر حضور تاج الشریعہ کو ذہن میں رکھ کر جو حاشیہ آرائی کی ہے۔ان کا ایک آخری جملہ حضور تاج الشریعہ پر لکھی جانے والی کتاب کے ہزاروں صفحات پر تنہا بھاری ہے۔فرماتے ہیں: ''زندگی ایک بیحد پیچیدہ نظام کا نام ہے، دینی افکار، دنیا کی رفتار، روایت کی پاس داری، علم کے حاصل شدہ تصلب اور روحانیت سے کشید کردہ رواداری، اپنی جڑوں سے وابستگی اور اپنے شجر کی استادگی، یک درگیر ومحکم گیر پر عمل درآمد اور خود اپنے دریچے کو وا رکھ کر تازہ ہوا کی آمد، اسلاف کی دانش سے فیض اٹھانا اور اخلاف کی تربیت کرنا، احباب کی ہمہ جہت ترقی کے لئے ان میں جوش بھرنا، اور خود ہر موقع پر باہوش رہنا، جو بظاہر دور رہتے ہیں ان میں خلوص وللہیت تلاش کرنا اور ہمہ وقت قریب رہنے میں ان کے افعال کی نگرانی کرنا، جمعیت کو مربوط رکھنے کیلئے تصلب کو کام میں لانا اور فتنوں سے دور رہنے اور فتنوں کو دور کرنے کے لئے ضروری لچک پیدا کرنا، یہ ان گوناگوں امیدوں میں سے چند ہیں جنہیں میں حضرت کی ذات سے وابستہ رکھتا ہوں اور دعا کرتا رہتا ہوں کہ کاش ایسا ہو کہ ہماری خانقاہ برکاتیہ کی اگلی پیڑھیاں اپنے زمانے والوں سے یہ کہہ سکیں کہ سنو ماضی قریب میں ہماری خانقاہ کی تین کرامات ہیں۔احمد رضا، مصطفیٰ رضا اور اختر رضا۔'' (تجلیات تاج الشریعہ/ص:۲۸۵)

درگاہ معلیٰ مارہرہ شریف کے سائبان کے نیچے آرام فرما شخصیات میں غوث بھی ہیں، قطب بھی ،ابدال بھی ہیں، اوتاد بھی، عظمت جن کے پاؤں کی دھون اور وقار وافتخار جن کے تن نازنین کا اترن ہے۔ ایسی شخصیتیں آسودہ خواب ہیں، ایسے تمام بزرگوں کی بے شمار کرامتیں جو تب سے اب

تک ظاہر ہوئیں ہیں ان تمام کرامتوں کا عطر مجموعہ جن ہستیوں کو قرار دیا گیا ہے، بار بار سوچیۓ وہ کیسی ہستیاں ہیں ۔ یہ ہم سنیوں رضویوں کا فخر ہے کہ وہ احمد رضا ہیں، مصطفیٰ رضا ہیں اور اختر رضا ہیں ۔ ان میں اول دو شخصیتیں تو ہم سے اوجھل ہیں تاہم ہم بڑے خوش نصیب ہیں کہ ان میں کی تیسری اور آخری شخصیت حضور تاج الشریعہ کی شکل میں ہم میں نور افشاں اور جلوہ کناں ہے ۔

صد افسوس ان لوگوں پر ہے جو حب علی اور بغض معاویہ میں حضور تاج الشریعہ جیسی مارہروی کرامت پر تنقید کرتے، بلا جھجھک نازیبا لفظوں کے پتھر چلاتے اور ان کی شرعی و فقہی تحقیق کے مقابلے میں اپنی خود ساختہ من مانی تحقیق پیش کرتے ہیں ۔ ایسے ہی لوگوں کے جری اور بے باک انداز نے صلح کلیت کو جنم دیا ہے ۔ ایسے اشخاص مسلک اعلیٰ حضرت سے خود منحرف ہو رہے ہیں اور دوسروں کو منحرف کر کے ان کی آخرت تباہ کر رہے ہیں ۔ اتنی لمبی تعارفی تمہید میں نے صرف دو وجہ سے تحریر کی ہے کہ پہلی بات تو یہ کہ لوگ ان کی علمی گیرائی و گہرائی، تفوق و برتری کو جانیں، ان کی حیثیت عمومی و خصوصی کو ملحوظ رکھ کر بلا اختلاف انہیں دنیائے سنیت کا قائد اور امیر تسلیم کریں، بریلی کی مرکزیت پر ماضی کی طرح سب جمع ہو جائیں، کسی انتشار کو ہوا نہ دیں، بلکہ ہر انتشار کو "فتاویٰ رضویہ" کے صور سے فنا کر دیں ۔ دوسری بات یہ کہ جن موضوعات کو بلا وجہ کچھ نادان دوستوں نے معرض بحث میں ڈال دیا ہے، وہ انہیں اپنے اسلاف کا ورثہ سمجھ کر بلا تردد، قبول کریں ۔ حق یہ ہے کہ اس میں اپنی عافیت اور ملت کی خیریت ہے ۔

مسلک اعلیٰ حضرت کوئی نیا اور کسی کا ذاتی مسلک نہیں، بلکہ بقول حضور شیخ الاسلام علامہ مدنی میاں صاحب: "پورے دین اسلام کا نام مسلک اعلیٰ حضرت ہے ۔" (مقدمہ تفسیر اشرفی) اور جب یہ پورے دین اسلام کا نام ہے تو اس کے کسی جز پر اعتراض کرنا اسلام کے جز پر اعتراض کرنا ہے ۔ اس کے کسی ضابطے کو شک کی نگاہ سے دیکھنا اسلام کے ضابطے کو شک کی نگاہ سے دیکھنا ہے اور اس سے آنا کانی کرنا اور گریز و فرار کی صورت اپنانا اسلام ہی سے پھرنا ہے ۔

آخر پورا دین اسلام مسلک اعلیٰ حضرت کیسے ہوگیا؟ مذہب اہلسنت وجماعت مسلک اعلیٰ حضرت کیوں بن گیا، تو اس کا نہایت مختصر جواب یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت کے دور میں جب انگریزوں نے اپنے وہابی ایجنٹوں کے ذریعہ اسلام کی جڑ کھودنے کی کوشش کی اور ہر اس چیز پر جس سے عظمت ومحبت رسول کی شعاع پھوٹتی ہو شرک وبدعت کے گولے برسا کر ایک نیا اسلام دنیا کے سامنے پیش کیا، تو یہ چیلنج کسی ایک جگہ کے لئے نہیں بلکہ تمام دینی اسلامی مراکز کے لئے تھا۔ اسلام خطرے میں تھا، ایسے میں ضروری تھا کہ لوگ آگے بڑھتے۔ وہابیت کے منھ زور طوفان کے سامنے سینہ سپر ہو جاتے، مگر نہیں ایسے بھیانک اور ہولناک ماحول میں اس شخص کو آگے بڑھنا تھا جسے خدا نے اپنے دین کی حفاظت کے لئے چن لیا تھا۔ وہ آگے بڑھے حق وصداقت کا پیغام لے کر، وہ آگے بڑھے ایک ہاتھ میں علم اور دوسرے ہاتھ میں عمل کا علم لیکر، وہ آگے بڑھے دل میں خوف خدا اور روح میں عشق مصطفیٰ کا ولولہ لے کر، وہ آگے بڑھے دماغ میں نظام شریعت کے تحفظ کا جذبہ لے کر، اسلام کے جن متوارث ومتواتر ضابطوں، اصولوں کو نشانہ بنایا جارہا تھا، آپ اس کے دفاع میں قرآن، حدیث، اجماع امت اور قیاس کا فولادی ساز وسامان لے کر محاذ آرا ہو گئے۔ دلائل وحقائق سے مزین ایسی وزنی کتابیں تحریر فرمائیں کہ وہابیت کے محلات میں بھونچال آگیا۔ یہ امام احمد رضا کی حقانیت وصداقت کی کیسی منھ بولتی دلیل ہے کہ جب سے اب تک ان کی ایک چھوٹی سے چھوٹی تصنیف کا بھی کسی سے جواب نہ بن سکا۔ اعلیٰ حضرت نے اس ایک تیر سے دو شکار کیا۔ ایک تو یہ کہ انگریزوں کی بیساکھی، حکومتی طمطراق اور منصبی کروفر کے بل بوتے پر وہابیت جو ہل من مبارز پکار رہی تھی۔ امام احمد رضا نے اس کے کس بل نکال دیے اور واضح کر دیا ؎

سنبھل کر پاؤں رکھنا ملک ترہت میں ذرا واعظ　　محبیٰ اس میں رہتا ہے جسے استاذ کہتے ہیں

اور وہ نعرہ مومنانہ لگایا کہ وہابیت کے بڑھتے ہوئے قدم بہت حد تک تھم گئے اور دوسرا فائدہ یہ ہوا کہ مذہب اہلسنت وجماعت وہابیت کے نرغے سے آزاد ہو کر کھلی فضا میں مسکرانے لگا۔

وہابیت کے ذریعہ پڑے ہوئے گردوغبار کو عشق مصطفیٰ کے نور سے اس طرح صاف کیا کہ سنیت پکار اٹھی۔

بجتا ہے آج دین کا جو ساز دوستو　　یہ بھی اسی جرس کی ہے آواز دوستو

امام احمد رضا کے اس مجاہدانہ کردار کو دیکھ اور سمجھ کر ملک کے تمام اکابر و مشائخ، خانقاہ کے سجادہ نشینوں، درس گاہ کے خوشہ چینوں، حساس دانشوروں، معاملہ فہم سنی بھائیوں نے نہ صرف یہ کہ متحدہ پلیٹ فارم سے آپ کا ساتھ دیا بلکہ آپ کو اہل سنت کا امام اور آپ کے مجموعہ افکار و نظریات کو مسلک اعلیٰ حضرت کے نام سے دنیا کے سامنے پیش کیا۔

ان سب کی سوچ یہ تھی کہ حالات اچھے نہیں ہیں، نہ جانے کب، کس چور دروازے سے کوئی شب خون مار دے۔ اس لئے مذہب اہلسنت و جماعت کو غیر مسخر فولادی قلعہ میں محفوظ کر دینا ضروری ہے۔ ان کے نزدیک مسلک اعلیٰ حضرت کے سوا دوسرا کوئی اس سے مضبوط اور محفوظ قلعہ نہیں تھا، لہٰذا سب نے مل کر مذہب اہل سنت و جماعت کو مسلک اعلیٰ حضرت کے نام سے دنیا کے اسٹیج پر پیش کر دیا۔

اغیار کی نظر میں اسلام و سنت کے تحفظ کا یہ کارنامہ امام احمد رضا کا اتنا بڑا جرم ثابت ہوا کہ ایں قدر آں قدر سب نے مل کر آپ کی کردار کشی شروع کر دی۔ ''کھسیانی بلی کھمبا نوچے'' کے مصداق تمام باطل افکار و نظریات کے لوگ صرف اور صرف اعلیٰ حضرت پر حملہ آور ہو گئے۔ وہ جانتے تھے کہ ان کو مجروح کر دو، سب مجروح ہو جائیں گے، بالکل اسی طرح آج کے دور میں تمام آزاد خیال، آوارہ فکر، صلح کلی صرف اور صرف حضور تاج الشریعہ پر حملہ کر رہے ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ اس دیوار میں شگاف ڈال دو مسلک اعلیٰ حضرت کا محل ناکارہ ہو جائے گا، مگر وہ شاید ماضی کی تاریخ بھول رہے ہیں کہ کل اعلیٰ حضرت سے منھ لگا کر بدعقیدہ و بد دین اپنے انجام کو پہنچے۔ یہ بھی اپنے وقت کا انتظار کریں۔

یہ وقت اورزمانہ کی نیرنگی ہے کہ پہلے کےلوگ اپنے پیش روؤں کی گرد راہ کو سرمۂ نگاہ بنانے کی تمنا کرتے تھے۔آج کے یہ کچھ نئی روشنی کے مارے ان کے نقوش فکر سے دور بھاگنے کے جتن کررہے ہیں۔مقلد ہونے کادعویٰ رکھتے ہوئے تقلید کی زنجیر توڑ دینے کے درپے ہیں۔خدانخواستہ اگر یہ مسلک اعلیٰ حضرت سے الگ ہو گئے تو پھر دردر بھٹکنے،مارے مارے پھرنے کے سوا ان کے لئےکوئی چارہ نہ ہوگا۔یہ مسلک اعلیٰ حضرت کی زنجیر ہے،جو اپنے ماننے والوں کو ہمیشہ باندھ کر رکھتی ہے۔ایسے میں جولوگ آزادی چاہتے ہیں وہ کیا کررہے ہیں۔

سنئے!معروف محقق ڈاکٹر غلام یحییٰ انجم کی زبان میں:''لفظ بریلویت اور مسلک اعلیٰ حضرت کو لے کر بریلویوں کے درمیان کافی معرکہ آرائیاں ہوئیں ایک عہدنو کے پروردہ نے ماضی کے ان تمام اکابرعلما کے خیالات کو جنہوں نے مسلک اعلیٰ حضرت کو اپنی زندگی کااوڑھنا بچھونا بنایا۔ان پر طعن اور تشنیع کے خنجر چلائے اورموجودہ دور میں مسلک اعلیٰ حضرت کے نعرے کو غیر ضروری قرار دے کر یہ ذہن دینے کی کوشش کی گئی کہ مسلک اعلیٰ حضرت کوئی جدا گانہ مسلک ہے۔''(حیات تاج الشریعہ ص ۱۷۳)

چونکہ مسلک اعلیٰ حضرت قرآن وحدیث کا حقیقی ترجمان،صحابہ وائمہ وفقہا کے اقوال وآثار کا سچا پاسبان اور مذہب اہل سنت وجماعت کاواقعی نگہبان ہے۔اس لئے اس میں قدم قدم پر تنبیہ ہے، ہدایات کے سنگ میل ہیں،تو بھلا مودودیت سے متاثر،ندویات سے مرعوب،پادریات کی چکا چوند کے دریوزہ گر وحیدالدین خانیات کے الفاظی چٹخاروں کے دست نگر لوگ اسے کیسے گوارہ کریں؟ اور کچھ تو وہ کر نہیں سکتے بس یہ سوچ کر دل کو تسلی دے رہے ہیں اس میں عیب نکالو اور عیب کی اتنی تشہیر کرو کہ لوگ ہمارے جھوٹ کو سچ سمجھنے لگیں۔اس مذموم کوشش کو کارخیر سمجھ کر ایسے ایسے لوگ،ایسے ایسے ادارے اور ایسی ایسی تنظیمیں جھوٹ کو سچ بنانے کی مہم انجام دے رہی ہیں کہ ان کی اس منحرفانہ روش پر بہت دیر تک یقین نہیں ہوتا اور جب یقین ہو جاتا ہے تو الٹے قدم فوراً لوگ

پرانے آشیانے میں پناہ لے کر دارین کی عافیت محسوس کرتے ہیں اور اب تو جرات یہاں تک جا پہنچی ہے کہ یہ عاقبت نااندیش لوگ حضور تاج الشریعہ پر ڈائریکٹ وار کررہے ہیں۔

یہ لوگ خوب سمجھ رہے ہیں کہ اس وقت قافلہ سنیت کے سالار آپ ہی ہیں اور وہ یہ بھی دیکھ رہے ہیں کہ ان لوگوں کی سالوں کی محنت پر جس شخصیت کی کسی جلسے میں ایک آدھ گھنٹہ کی آمد سے پانی پھر جارہا ہے وہ صرف تاج الشریعہ کی ذات ہے۔ایسے لوگوں کو ایک بار یاد دلادوں کے حضور تاج الشریعہ اکابروں کی امانت اور مارہرہ روی کرامت ہیں۔ان کو زد میں لانے کی سعی نامحمود کرنے والے اپنی فکر کریں۔

ایسا نہیں ہے کہ مسلک اعلیٰ حضرت سے سچی ہمدردی رکھنے والے احباب دیکھ رہے ہوں اور چپ ہوں، نہیں ماشاءاللہ جب سے یہ خاموش کارزار شروع ہوا ہے تب سے دفاعی اقدام جاری ہے۔ترکی بہ ترکی ان کا جواب دینے میں اپنے اپنے طور پر جو جہاں ہیں فکر مند ہیں اور کام میں لگے ہیں۔مسلک اعلیٰ حضرت، صلح کلیت اور بریلویت جیسے عنوان پر درجنوں کتاب کی موجودگی اس کا بین ثبوت ہے۔

اس نکتے پر جب دوسرے اتنے حساس ہیں تو پھر تاج الشریعہ جن کے گھر کی یہ امانت ہے انہیں کتنا درد ہوگا، مگر حضرت کے مزاج میں تحمل کا جوہر ہے،قوت برداشت کی ایسی فراوانی ہے کہ بار بار طوفان آتا ہے، گزر جاتا ہے، آپ کی پیشانی پر وہی بشاشت کا نور رہتا ہے اور چہرے پر اطمینان کی جھلک۔"اپنی کلاہ کج ہے اسی بانکپن کے ساتھ" کا مرقع کسی کو دیکھنا ہو تو وہ تاج الشریعہ کو دیکھ لے۔

باوجودیکہ آپ بالکل دینی، روحانی، خانقاہی، زندگی گزار رہے ہیں۔مرنجان مرنج کی صفت سے آراستہ صرف مذہب اہلسنت وجماعت کی ترویج،اشاعت کی فکر میں لگے رہتے ہیں۔ہاں صرف ایک بات ہے آپ کے اندر جس کا کوئی جواب کہیں نہیں ہے اور وہ ہے استقامت علی الشریعت، حق کو حق ہی کہنے کی عادت۔حالات چاہے جتنے پیچیدہ ہوجائیں مگر اپنے موقف سے سرموانحراف نہ کرنا،

کسی بھی جدید مسئلے میں غور وخوض کے بعد فیصلہ صادر فرمانا اور فیصلہ فرما دینے کے بعد اس پر سختی سے عمل کرنا اور عمل کرانے کی فکر کرنا، اس چیز نے مفتیٔ اعظم کی فقیرانہ دہلیز پر شاہوں کو جھکنے پر مجبور کیا۔ وہی چیز آج حضور تاج الشریعہ کے لئے لوگوں کے دلوں کے بند دروازے ان سے محبت کے لئے کھول رہی ہے۔ جوں جوں حالات ابتری کی طرف جارہے ہیں آپ نے دفاعی سعی تیز کر دی ہے۔ اپنے بیان میں، نجی محفلوں میں، اربابان دانش کے جھرمٹ میں، سوشل میڈیا میں، برملا اپنے احساس کا اظہار فرماتے ہیں۔

سنیوں کو مسلک اعلیٰ حضرت سے دلی محبت کرنے اور اپنے مریدوں کو مسلک اعلیٰ حضرت کے مطابق زندگی گزارنے کی تلقین کرتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ مسلک اعلیٰ حضرت کی نشر واشاعت کرتے رہنا ہی قرآن وسنت کا راستہ ہے۔ یہی صراط مستقیم ہے، حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے اس بانگ دہل احقاق حق اور ابطال باطل سے لوگ اب ہیجانی کیفیت میں مبتلا ہو رہے ہیں۔ اب تو اسلاف شناسی کے نام پر رضا ورضویات فراموشی، مسلک اعلیٰ حضرت، ذکر بریلی اور تذکرہ رضا سے کھلم کھلا لوگوں کو روکنے کی منظم تحریک چل رہی ہے۔ اگر یقین نہ ہو تو زمینی حقائق پر مبنی ذیل کا واقعہ پڑھئے اور پڑھ کر دوسروں کو سنائیے کہ لوگوں کی نظروں سے پردے اٹھ جائیں گے اور اسلاف شناسی کا حقیقی چہرہ سامنے آجائے گا۔ پڑھئے اور غور کیجئے کہ کتنی بڑی سازش مسلک اعلیٰ حضرت اور خانوادہ بریلی کے تعلق سے چل رہی ہے اور ہم ہیں کہ گلستاں کی ہوا دیکھ رہے ہیں۔ عتیق الرحمن مالیگاؤں لکھتے ہیں کہ: ’’ہمارے قریب کے رشتے کی خالہ جو عالمہ ہیں اور مہاراشٹر کی مشہور مقررہ بھی، انہوں نے ہمیں طلب کیا۔ ہم ان کے مکان پر پہنچے۔ علیک سلیک، خبر خیریت کے بعد انہوں نے بتایا کہ مدرسے میں یوپی، بہار وغیرہ سے کچھ لوگ آئے تھے اور کہہ رہے تھے کہ وہ لوگ اہلسنت میں بیداری پیدا کرنا چاہتے ہیں، اسلاف کرام کی خدمات کو جو دانستہ یا غیر دانستہ فراموش کیا جا رہا ہے، اب اس پر روک لگانی ہے اور عوام اہل سنت کو اپنے ان اسلاف سے روشناس کرانا ہے،

جنہوں نے اہل سنت کے لئے زریں خدمات انجام دیں۔اسلاف شناسی کے عنوان سے کام کرنا ہے،میں نے کہا کہ اچھی سوچ ہے کہ عوام پر اسلاف کے کارنامے اجاگر ہونے چاہئیں۔میں اس میں آپ کی کیا مدد کرسکتی ہوں۔وفد کے ایک جوان نے کہا کہ آپ اچھی مقررہ ہیں،آپ کو اپنی تقریر میں ہمارے اسلاف کرام کی حیات و خدمات کو بیان کرنا ہے۔میں نے کہا یہ تو ہمارا طریقہ ہے،ہم اسلاف کی تعلیمات ہی عام کررہے ہیں۔ہاں اس سے مزید اعلیٰ پیمانے پر کرنے کی ہم کوشش کریں گے۔اس پر اس نے کہا،مگر پانچ سال تک آپ دیگر کسی موضوع پر تقریر نہیں کریں گی۔بالخصوص مسلک اعلیٰ حضرت اور اہل بریلی کو موضوع سخن نہیں بنائیں گی۔اس بات پر مجھے تشویش ہوئی میں نے کہا،ایسا ممکن نہیں ہے،مسلک اعلیٰ حضرت ہماری پہچان ہے اور میں اس پر نہ بولوں یہ ہو نہیں سکتا،تو آنجناب نے فوراً کسی صاحب کو فون کیا انہوں نے اپنا تعارف اس طرح دیا کہ یوپی کے فلاں شہر سے بات کررہا ہوں،ہماری خانقاہ اہل سنت کے قدیم ترین خانقاہوں میں سے ہے۔اتنی اتنی سوسالہ ہماری تاریخ رہی ہے،آپ ہمارے مشن سے جڑ جائیے،ہماری تحریک کا کام کیجئے تو میں نے کہا کہ مجھے اسلاف کی خدمات پر کام کرنے میں کوئی اعتراض نہیں اور ہم الحمدللہ یہ کام کررہے ہیں،مگر جو پابندی آپ لگارہے ہیں کہ مسلک اعلیٰ حضرت اور اہل بریلی پر آپ کو پانچ سال تک کچھ نہیں بولنا ہے،یہ تو سراسر زیادتی ہے اور یہ مجھے منظور نہیں۔وہ سجادہ موصوف جو فون پر گفتگو فرمارہے تھے کہتے ہیں کہ جیسا وہ کہتے ہیں کیجئے،پانچ سال کی بات ہے اس کام کے عوض آپ کو ہر سال پانچ لاکھ روپے پہنچا دیئے جائیں گے۔بہرکیف میں نے اس وفد کے ساتھ تعاون سے انکار کردیا۔''(الرضا پٹنہ جنوری فروری ص ۱۶)

اس متن پر جو تبصرہ عتیق الرحمن مالیگاؤں نے کیا ہے وہ بڑا ہی مبنی برحقائق ہے،لکھتے ہیں:''اللہ اکبر یہ ہیں نقلی اسلاف شناسوں کے اصلی چہرے،ہم بھی کہتے ہیں اسلاف شناسی ضرور عام ہو،مگر اس کی آڑ میں دیگر خانقاہوں یا بریلی شریف کی مخالفت کیوں کی جارہی ہے۔کیا یہ اسلاف شناسی کے

نام پر دھوکہ نہیں، کیا یہ اسلاف شناسی کے نام پر بریلی مخالفت کی پالیسی نہیں، کیا نام دیا جائے اس کا۔ بریلی کی شہرت کھٹکتی ہے۔ الحمدللہ! بریلی اور اہل بریلی نے ایسی تحریکیں نہیں چلائیں کہ لوگوں کے پاس جا جا کر انہیں پیسوں کی لالچ دے دے کر رضویات اور بریلی یا اہل بریلی کی خدمات پر کام کرایا جائے۔ نہ بریلی اور اہل بریلی نے لوگوں کے ہاتھ پیر باندھ رکھے ہیں کہ ہمارے علاوہ کسی پر کام نہ کیا جائے۔ بریلی کی یہ شہرت جو آج اہل سنت کا شیرازہ بکھیرنے والوں کو کھٹک رہی ہے، یہ خداداد ہے، منجانب اللہ ہے، ہاں یہ کسی کے دبانے سے دبنے یا مٹنے کی چیز نہیں۔ اگر لوگ اسلاف شناسی میں اتنے ہی مخلص ہوتے تو انہیں اسلاف شناسی کے معاوضے نہیں دینے پڑتے اور نہ ہی بریلی کی مدح سرائی میں لوگوں کی زبانیں بند کروانا پڑتی۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ نام اسلاف شناسی کا دیا جارہا ہے مگر درپردہ بریلی اور اہل بریلی سے بیزاری کو فروغ دینا مقصد ہے۔“

(دوماہی ”الرضا“ پٹنہ جنوری، فروری ۲۰۱۶ء/ص:۳۰)

بالکل وہابیوں دیوبندیوں کی طرح یہ لوگ الگ الگ عنوان سے سامنے آتے اور بہت پر فریب انداز میں مدعا رکھتے ہیں اور بات نہ بنے تو یہودیوں عیسائیوں کی طرح روپے کی لالچ دیتے ہیں۔ دوسروں کی بات تو جانے دیجئے سوچئے خود اپنا ایمان بچانا کتنا مشکل ہو رہا ہے۔ ہزاروں رحمتوں کے پھول برسیں خاندان بریلی کی تربت پر جنہوں نے سر ہاتھ میں لے کر ایمان بچانے کا حوصلہ بخشا اور عمر میں بے پناہ برکتیں عطا فرمائے اللہ تعالیٰ حضور تاج الشریعہ کی کہ ایسے پر الم پر ستم دور میں آپ عالمی سنی مسلمانوں کی قیادت کا سچا فریضہ انجام دے رہے ہیں اور مسلک یا لوازمات مسلک پر جب بھی کوئی انگلی اٹھاتا ہے تو بلاخوف لومتہ لائم وہی کہتے ہیں جو دین اور شریعت کا تقاضہ ہوتا ہے۔ بروقت ٹوکتے ہیں، تنبیہ فرماتے ہیں اور حق وصحیح کی منزل کی رہنمائی کرتے ہیں۔

ابھی دو سال ہوئے ۱۶،۱۷/اپریل ۲۰۱۴ء کو مسجد اعظم الہ آباد میں حضرت علامہ مفتی محمد عاشق الرحمن صاحب حبیبی کے اہتمام میں بڑا تاریخی فقہی سیمنار رہوا، اپنے زعم پندار میں گرفتار کچھ مفتیوں

نے یہ شوشہ چھوڑا تھا کہ مسلک اعلیٰ حضرت صرف عقائد کو محیط ہے، عمل اس میں داخل نہیں ہے، جب یہ سوال سیمینار میں پیش ہوا جس میں ایک سو پچاس سے زیادہ علماء اور ستر سے زیادہ مفتیان کرام موجود تھے تو حضور تاج الشریعہ کی طرف سے یہ اعلانیہ جاری ہوا کہ: ''مسلک اعلیٰ حضرت سے مراد وہ اعتقادات اور اعمال ہیں جن کی آئینہ دار تصانیف اعلیٰ حضرت ہیں، ان سے انحراف کی اجازت نہیں دی جائے گی، سوائے اس صورت کے جبکہ فروع فقہیہ میں سے کسی مسئلے پر حکم کی تبدیلی کے لئے معتمد عصر اساطین مسلک اعلیٰ حضرت کے روبرو تحقق ضروریات یا حاجت کے ثبوت کے بعد طریقہ تغیر کے جواز پر کئے ہوئے استدلال کو ثابت کر دیا جائے۔''

یہ ایسا فقہی تازیانہ تھا کہ پھر اس کے بعد ''کوئی جانے منھ میں زباں نہیں'' کی کیفیت طاری ہوگئی۔ شاید ایسی ہی ضروری تنبیہات و ہدایات کی وجہ سے لوگوں کی پیشانیاں شکن آلود ہیں اور وہ اس جھنجھلاہٹ میں گرفتار ہیں کہ ان کے منصوبے خاک بسر کیوں ہو جاتے ہیں اور ان کے منظم اقدامات پر قدغن کیوں لگائی جاتی ہے۔

اس تناظر میں آج ملک کا جو مذہبی منظر نامہ ابھر کر سامنے آرہا ہے وہ اندیشہ ہائے دور دراز کا حامل نظر آتا ہے۔ خانقاہوں میں تفقہ اور شخصیات میں تدبر کے فقدان کی وجہ سے اس وقت بہت سی خانقاہیں اور شخصیات بریلی کے مدمقابل متحد ہو رہی ہیں، انہیں اپنے تشخص اور شناخت کی کوئی فکر نہیں ہے اور نہ اس کا غم ہے کہ اس کا نتیجہ ملت کے لئے کتنا بھیانک نکلے گا۔ اس سے اور جو کچھ ہوگا وہ تو آنے والا وقت بتائے گا تاہم مسلک اعلیٰ حضرت سے صرف نظر کرنے کا جو عمومی نتیجہ نکلے گا وہ اس کے سوا کچھ نہیں کہ اس سے صلح کلیت کا بھلا ہوگا۔ علی الاتفاق لوگ کہیں گے کہ یہ عہد کہن کے پروردہ اور عہد نو کے پرداختہ حضرات صلح کلیت کے نمائندہ مبلغ، کارگزار اور داعی ہیں۔ اس سے انارکی آئے گی، خود غرضی، خود پسندی اور خود رائی کا ماحول بنے گا پھر امان ایسے اٹھ جائے گا کہ لوگ قیامت کو یاد کرنے لگیں گے۔

ہزاروں احسانات پر حضور تاج الشریعہ کا یہ احسان تنہا بھاری ہے کہ وہ غلط فہمی، غلط روی اور غلط اقدامی پر ٹوکتے، روکتے اور مفید مشورہ دیتے ہیں۔ کوئی تو ہے جو چراغِ راہ لئے منزل کی رہنمائی کر رہا ہے۔ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ یاران میکدہ اپنا احتساب کرتے، مگر یہ منفی سوچ کا خمیازہ ہے جو انہیں اپنا محاسبہ کرنے نہیں دیتا یہاں تک کہ وہ الٹا بریلی کے خلاف محاذ آرائی کرنے لگتے ہیں اگر بریلی کے خلاف تمام آزاد خیال متفق ہو رہے ہیں تو ہو جائیں۔ بریلی تنہا بھی رہے گا تو سواد اعظم ہی رہے گا۔ اگر تاج الشریعہ کے خلاف فضا بن رہی ہے تو بن جائے، تاج الشریعہ ہر حال میں پیش لفظ، دیباچہ اور مقدمہ ہی رہیں گے، امر بالمعروف ان کا منصبی فریضہ ہے اسے وہ ادا کرتے ہی رہیں گے، مولانا شہاب الدین رضوی لکھتے ہیں: ''اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام تمام دوسری امتوں سے اس لئے ممتاز ہے کہ یہ بھلائی کا حکم دیتی اور برائی سے روکتی ہے۔ اس لئے امت محمدیہ کی یہ خصوصیت برقرار ہے اور آپ (تاج الشریعہ) اپنے تمام معاصر علماء اور مشائخ میں فوقیت رکھتے ہیں کہ جب ممبئی میں سنی، شیعہ، بوہرہ، خوجہ، غیر مقلد، ندوی، دیوبندی اور جماعت اسلامی وغیرہ باطل فرقوں سے اتحاد کیا گیا تو آپ نے اس کی شدت سے مخالفت کی۔ اتر پردیش میں جب سیاسی طور پر اتحاد و محبت کی فضا ہموار کی جارہی تھی اور اس روشِ خام کو عین اسلام بتایا جارہا تھا تو آپ نے مخالفت کرکے اس اتحاد کے شیرازے کو منتشر کر دیا۔ کراچی اور لندن میں بھی وہابی سنی کو سیاسی اور بین الاقوامی مسائل کے نام پر ایک پلیٹ فارم پر لانے کی بات ہو رہی تھی تو آپ نے اس اتحاد امت کے متعلق فرمایا تھا کہ حق اور باطل کا اتحاد صبح قیامت تک نہیں ہو سکتا۔

آزاد انٹر کالج بریلی میں ''آل انڈیا جماعت رضائے مصطفیٰ'' نے ''عظمت مصطفیٰ کانفرنس'' ۲۰۰۲ء کا انعقاد کیا تھا حضرت نے ہزاروں کے مجمع سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ لوگوں کو نصیحت کرتا ہوں اور وصیت کرتا ہوں کہ مسلک اعلیٰ حضرت پر قائم رہنا وہابیوں اور دوسرے فرقوں

سے میل جول، کھانا پینا یا کسی طرح کا اتحاد جائز نہیں ہے۔ان فرقہ ہائے باطلہ سے تاقیامت اتحاد نہیں ہوسکتا، میرے خاندان کے لوگ ہوں یا میرا بیٹا ہی کیوں نہ ہو اگر آپ دیکھیں کہ مسلک اعلیٰ حضرت سے ہٹ گیا ہے تو دودھ سے مکھی کی طرح نکال باہر کردیں۔ یہ تیور مومن کامل کے ایمان کا پتہ دے رہا ہے اور آپ کا یہ تیور صرف اپنے گھر تک محدود نہیں بلکہ یہ ایمانی نشہ ہر وقت آپ پر طاری رہتا ہے جو خمار اپنے ملک میں، وہی خمار بیرون ملک بھی نظر آتا ہے۔رمضان المبارک ۱۴۰۴ھ میں ''الھدیٰ'' ابوظہبی نے خصوصی نمبر شائع کیا جس میں یہ لکھا تھا کہ بریلویت ایک نیا فتنہ ہے۔تاج الشریعہ کو یہ خبر پڑھ کر شدید بے چینی ہوئی آپ نے متحدہ عرب امارات سے شائع ہونے والے گیارہ ملکی اخبارات سے رجوع کیا اور روزنامہ ''الھدیٰ'' کا جواب عربی میں لکھ کر شائع کرایا اور پھر باضابطہ طور پر ایک مہم چلائی تاکہ ان اخبارات پر دباؤ بنے اور اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے مسلک کو بدنام کرنے والوں کی سازش ناکام ہوجائے، حضرت نے ہندوستان، پاکستان اور بنگلہ دیش میں دستخطی مہم کی اپیل بھی جاری کی۔'' (حیات تاج الشریعہ ص ۸۶)

ہزاروں علماء کا فرمان ایک طرف اور حضور تاج الشریعہ کا فرمان ایک طرف اور اگر نتیجہ کے اعتبار سے غور کیا جائے تو ہزاروں لوگوں کی محنت اتنی کارگر نہیں ثابت ہوتی جتنی حضور تاج الشریعہ کی توجہ کارگر ثابت ہو رہی ہے۔آپ کے فرمودات، ارشادات اور احکامات انقلابی طوفان لے کر نمودار ہوتے اور نسیم سحر کا جھونکا عطا کرکے سرشاری میں شرابور کردیتے ہیں۔اس لئے جلسے وغیرہ میں حضرت کی زبان سے نکلے ہوئے دو بول سننے کے لئے لوگ مضطرب رہتے ہیں اور اتنے جذباتی ہو کر سنتے ہیں کہ داد وتحسین کی صداؤں سے مجلس گونجنے لگتی ہے۔گویا جو آپ بول دیں وہ انمول ہے جو کہہ دیں وہ انمول ہے اور جو لکھ دیں وہ انمول ہے۔

حضرت مولانا عبدالمبین نعمانی صاحب لکھتے ہیں: ''حضرت تاج الشریعہ کے علمی مقام ومرتبہ کو اجاگر کرنے کے لئے ضروری ہے کہ حضرت کے آثار علمیہ کو محفوظ کیا جائے اور انہیں ڈھنگ سے

شائع کیا جائے، بالخصوص حضرت کی عربی تصانیف مثلاً ’الحق المبین‘،’مراۃ النجدیہ‘وغیرہا کو عالم عرب میں پھیلایا جائے تا کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے تعلق سے جو غلط فہمیاں پھیلائی جا چکی ہیں ان کا زیادہ سے زیادہ تدارک کیا جاسکے میری ایک رائے یہ بھی ہے کہ مسلک اہل سنت و جماعت یعنی مسلک اعلیٰ حضرت اور بریلی کے تعلق سے جو غلط پروپگنڈے عالمی پیمانے پر ہو رہے ہیں ان سب کا یکجا جواب حضرت کے ارشادات پر مبنی اردو، انگریزی اور عربی میں شائع کیا جائے۔خانوادہ کے باہر کے افراد جو جوابات دے رہے ہیں اس کے مقابلے حضرت تاج الشریعہ کی تحریریں زیادہ موثر ثابت ہوں گی اور مخالفین کا جھوٹ اچھی طرح طشت از بام ہوگا۔“ (حیات تاج الشریعہ ص ۱۱۶)

بریلی، افراد بریلی اور افکار بریلی پر جو کچھ ہو رہا ہے وہ حسد کی آگ میں جلنے کی وجہ سے ہو رہا ہے۔لوگ بغض و کینہ میں چور ہو کر چاہے جو کریں، جو لکھیں، بریلی چوں کہ حق کا آئینہ دار اور سچائی کا علم بردار ہے اس لئے جس طرح شیشے پر غبار زیادہ دیر نہیں ٹھہرتا، آئینہ بریلی پر غیروں کا چڑھایا ہوا غبار بھی صاف ہوتا رہا ہے اور صاف ہوتا رہے گا۔کسی بڑی سے بڑی خانقاہ میں یہ پاس داری نہیں کہ سب کو یکساں نظر سے دیکھا جائے، یہ خوبی صرف خانقاہ بریلی کی ہے جس کی زندہ تصویر تاج الشریعہ کی ذات ہے۔غلطی چاہے کوئی کرے، کوتاہی چاہے جس سے ہو، اپنا ہو یا بے گانہ تاج الشریعہ کی منصفانہ نظر میں سب ایک ہیں، سب کے ساتھ یکساں سلوک ہے، وہ دوسرے لوگ ہیں جو مریدوں کا چہرہ دیکھ کر فیصلہ کرتے ہیں اور یہ تاج الشریعہ ہیں جو شریعت کا چہرہ دیکھ کر فیصلہ کرتے ہیں۔

اس پس منظر میں یہ واقعہ پڑھئے: ”دوبئی میں عبدالرزاق نامی ایک شخص جو سونے کا بہت بڑا تاجر ہے سیکڑوں لوگ اس کے یہاں کام کرتے ہیں۔بلا شبہ وہ تاجر کھرب پتی ہے وہ تاج الشریعہ کے مریدوں میں سے ہے، دوبئی کے قیام کے دوران وہ حضرت سے ملنے آیا کسی شخص نے حضرت تاج الشریعہ سے یہ بتادیا کہ ان کے یہاں تراویح کی امامت کوئی دیوبندی یا وہابی کرتا ہے اتنا سننا تھا کہ تاج الشریعہ کے جلال کا عالم نہ پوچھئے۔اس شخص سے مصافحہ نہیں کیا کافی دیر تک

آپ شرعی تنبیہ فرماتے رہے۔آخرکاراس نے معذرت کی،توبہ کیااورعذرپیش کیاکہ ہمیں اس بات کا علم نہیں ہے۔ہماری کمپنی میں سیکڑوں لوگ کام کرتے ہیں اس لئے ہمیں نہیں معلوم ہوسکاکہ کون امامت کرتاہے؟انشاءاللہ آئندہ ایسانہیں ہوگا۔جب سب کے سامنے اس نے توبہ کیاتوحضورتاج الشریعہ نے اسے نرمی سے سمجھایااورعقائدوہابیہ سے آگاہ کیااوراس کے سامنے مسائل شرعیہ پیش کیاوہ شخص عجزوانکساری کامجسمہ بنارہا۔موقع پاکراس نے عرض کیا،حضورغریب خانے پرتشریف لے چلیں تو حضرت نے صاف لفظوں میں فرمایاکہ اس بارمیں نہیں جاسکوں گااگرتم توبہ پرقائم رہےتوآئندہ سفر میں ضرورچلوں گا،حالاں کہ اس سے پہلےکئی باراس کےگھرجاچکے تھے۔"(کرامات تاج الشریعہ ص ۱۴۷)

یہ ہے شریعت پراستقامت اورصحیح معنی میں مسلک اعلیٰ حضرت کی اشاعت،سچی بات یہ ہے کہ کوئی دوسراپیرہوتاتومصلحت اوردرگزرسے کام لیتا،یہ تاج الشریعہ کادربارہے جہاں ساری مصلحتیں شریعت کی عظمت پرقربان ہیں،عموماًلوگ آج کل مالدارمریدوں کی پیشانی دیکھتے ہیں کہ کہیں کوئی بل تونہیں ہے،اوریہ تاج الشریعہ ہیں جویہ دیکھتے ہیں کہ کسی کی پیشانی پربل پڑے تو پڑے کتاب وسنت کی پیشانی پربل نہ پڑے۔یہ شریعت مطہرہ سے آپ کے کامل محبت کی دلیل ہے کہ کسی بھی حال میں کبھی بھی شریعت کاعلم نیچے نہیں ہونے دیتے بلکہ جب جب دامن شریعت کو شریعت سے وفاداری کے دعویٰ داروں نے غیرشعوری ہی سہی،داغدارکرنے کی کوشش کی تو آپ نے اپنادامن بڑھاکرشریعت کادامن بچالیا۔

شریعت کے متواتراورمتوارث مسائل میں نرمی ونزاکت پیداکرنےاورمصلحت کی دعوت دینے کی وجہ سے آج پوری سنیت خطرے میں ہے۔لوگ کچھ نہیں کرتے اگرخاموش بھی رہ جاتے تو آج صلح کلیت کی جوگرم بازاری ہورہی ہے ہرگزنہیں ہوپاتی۔ان لوگوں کی غیرسنجیدہ حرکات سے ہی صلح کلیت کی اصطلاح آج عام ہورہی ہے مگرغلامان تاج الشریعہ سلامت رہیں کہ جب جب شریعت پرآنچ آئی ہے،یہی دیوانے فرزانے کے روپ میں آگے بڑھےاوران کے قلم کارخ

اور فکر کا قبلہ تبدیل کر دیا ہے۔

آج جب حالات قابو سے باہر ہو رہے ہیں تو یہی دیوانے سر سے کفن باندھ کر دین کی حفاظت کیلئے میدان فکر و عمل میں ڈٹے ہیں اور انہوں نے تحفظاتی اقدام کی رفتار تیز کر دی ہے۔آج تحفظ شریعت کے نام سے جتنے چراغ جل رہے ہیں ان میں لو مسلک اعلیٰ حضرت کی اور روشنی تاج الشریعہ کی ہے، اتنا کہنے سننے اور افہام و تفہیم کی اتنی مخلصانہ کوششوں کے باوجود جو لوگ نہیں سمجھ پا رہے ہیں ان کے تعلق سے ہم صرف اتنا کہہ سکتے ہیں کہ ان سے خدا سمجھے۔

فریب دہندگی اور فریب خوردگی کا ایسا ماحول بن گیا ہے کہ دن کے اجالے میں ہم دیکھ رہے ہیں کہ کچھ لوگ اپنے آپ کو تاج الشریعہ کا مرید، عقیدت مند اور وفادار سمجھتے اور کہتے ہیں، جلسے وغیرہ میں تاج الشریعہ کے نام کا فلک شگاف نعرہ لگاتے ہیں، پروانہ وار تاج الشریعہ کے جلسے میں شریک ہوتے ہیں، مگر دوسری طرف تاج الشریعہ کے باغیوں سے دوستانہ مراسم بھی رکھتے ہیں، ان کے حاسدوں سے ربط و ضبط بھی بنائے ہوئے ہیں، ان کی شان میں کانا پھوسی کرنے والوں سے ان کی رفاقت اور مصاحبت بھی ہے، ایسے دو رخی پالیسی کے خوگروں کے لئے باب العلم حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ قول آئینۂ حق نما، چشم کشا اور بصیرت افروز ہے، آپ فرماتے ہیں: ’’دشمن تین طرح کے ہوتے ہیں (۱) اپنا دشمن (۲) اپنے دوست کا دشمن (۳) اپنے دشمن کا دوست‘‘

اگر تاج الشریعہ سے آپ کو سچی محبت کا دعویٰ ہے تو تقاضائے محبت یہ ہے کہ آپ ان کے باغیوں کو اپنا باغی، ان کے حاسدوں کو اپنا حاسد یقین کریں ورنہ حضرت علی کا قول، قول فیصل ہے۔ دنیا کے ہر دعوائے محبت کے لئے یہ قول معیار ہے اس پر اپنے آپ کو دیکھنا اور پرکھنا چاہئے کہ محبت کا دعویٰ کر کے ہم جھوٹے تو نہیں ثابت ہو رہے ہیں اور یہی مسلک اعلیٰ حضرت ہے کہ محبت ہو تو اللہ کے لئے اور عداوت ہو تو اللہ کے لئے۔ اللہ کے دوستوں سے سچی دوستی اور اللہ کے دشمنوں سے سچی دشمنی کمال ایمان کی دلیل ہے۔ وہ سب اللہ کے دوست ہیں جو اللہ کے دوستوں سے

دوستی کرتے ہیں اور وہ اللہ کے دشمن ہیں جو اللہ کے دوستوں سے دشمنی کرتے ہیں یا دشمنی کرنے والوں کا ساتھ دیتے ہیں۔

آدمی کو اپنے موقف کا اظہار کھل کر کرنا چاہئے۔آدھا اِدھر آدھا اُدھر والی پالیسی شخصیت کو مشکوک بنائے رکھتی ہے۔ایسے شخص سے دونوں کا اعتماد اٹھ جاتا ہے،دو رنگی اسلامی سیاست نہیں، ہمہ رنگی میں یک رنگی ،اسلامی سیاست ہے۔لوگ نہیں سمجھتے کہ اس دورنگی سے فتنۂ صلح کلیت کی نشو ونما ہوتی ہے جو دور حاضر کا سب سے بھیانک خطرہ ہے، بھیانک اس لئے کہ دوسرے جتنے فرقے ہیں وہ دور سے پہچانے جاتے ہیں،مگر صلح کلی تو ہم میں رہ کر ہمارے لئے معمہ بنا ہوا ہے۔ ہمارے ساتھ ہی اٹھتا بیٹھتا اور کھاتا پیتا ہے،اس لئے الگ سے ابھی اس کا علامتی نشان نہیں،ہاں یہ اس وقت ظاہر ہوتا ہے جب اکابر وہابیہ، دیابنہ کے کفر کی باتیں ہوتی ہیں،ان کے ارتداد پر بحث چھڑتی ہے اس وقت اس کا چہرہ دیکھنے کے لائق ہوتا ہے،ایک رنگ آتا ہے اور ایک رنگ جاتا ہے،.بہت کشمکش اور گھٹن اس وقت وہ محسوس کرتا ہے جس کا اثر اس کے چہرے بشرے پر نمایاں ہوتا ہے۔اضطراب پیشانی کی شکن سے ٹپکتا ہے اور ناگواری اس کی ہیئت سے جھلکتی ہے۔دوسری چیز یہ کہ یہ بلا تکلف کسی بھی امام کی اقتدا کر لیتا ہے اور کبھی کبھی تو تقلید کو نفاق خفی سمجھتے ہوئے تقلید کا قلادہ گردن سے اتار پھینکتا ہے اب نہ وہ حنفی رہتا ہے نہ شافعی، نہ مالکی رہتا ہے نہ حنبلی ،سیدھا غیر مقلد ہو جاتا ہے۔اس طرح ٹھپلے کھانا اور دردر بھٹکنا اس کا مقدر ہو جاتا ہے یہ سب علاماتی کیفیات جب کسی میں ظاہر ہوتے ہیں تب لوگ سمجھتے ہیں کہ اِدھر والا نہیں رہا اُدھر والا ہو گیا۔ایسے میں نہ وہ نبی کا وفادار رہ جاتا ہے نہ امتی کا،حضور تاج االشریعہ فرماتے ہیں ۔

صلح کلی نبی کا نہیں سنیو! سنی مسلم ہے سچا نبی کے لئے

حق اور سچ یہ ہے کہ عصر حاضر میں جو شخصیت وہابیت کے طوفان، دیوبندیت کی آندھی اور صلح کلیت کے سامنے سد سکندری بن کر سب کو تحفظ فراہم کر رہی ہے وہ صرف تاج الشریعہ کی ذات ہے۔یہ

حقیقت اب ڈھکی چھپی نہیں رہی، جو بھی مسلک اعلیٰ حضرت سے منھ موڑتا ہے سب سے پہلے وہ صلح کلیت کے کنویں میں گرتا ہے بعد میں ترقی کر کے جو چاہے بنے۔ دیوبندی بنے، وہابی بنے، قادیانی بنے، چکڑالوی بنے، مگر اتنا یاد رکھئے وہ کچھ بھی بن سکتا ہے لیکن جو بننا آخرت کی فلاح کا ضامن ہے وہی نہیں بن سکتا۔ بنے گا کیسے کہ آخرت کی نجات کا دارومدار تو عقیدہ اہل سنت و جماعت یعنی مسلک اعلیٰ حضرت پر سختی سے قائم رہنے پر ہے اور یہی روح اس سے نکل جاتی ہے۔ اب وہ سب کچھ رہتا ہے سنی صحیح العقیدہ نہیں رہتا۔

جس حرکت و عمل سے عقیدہ کا تاج محل محفوظ نہ رہے آدمی خوش گمانی میں اچھے اعمال کی پابندی کے بعد بھی جہنمی بن رہا ہو۔ وقت، محنت، پیسہ سب برباد ہو رہے ہوں ایسے میں ہر آدمی کی اولین ترجیح یہ ہونی چاہئے کہ وہ صدق و کذب کو پہچانے، نور و ظلمت میں تمیز کرے اور حسن و قبح میں کچھ فرق سمجھ میں آجائے تو یکلخت اپنا قبلہ بدل دے، اس خیال سے یکسر دور ہو جائے، اپنے دوستوں کو بھی دور کرنے کی کوشش کرے، آپ کے طرز زندگی سے آپ کے بے داغ دامن پر صلح کلیت کا داغ نہ لگنے پائے۔

صلح کلیت کی جن نشانیوں کی میں نے اوپر نشاندہی کی ہے ان نشانیوں کو ہمیشہ ذہن میں رکھئے اس سے آسان پہچان آج کے دور کے لئے آپ سب کی بھلائی اور بھائی چارگی کی خاطر عرض کر دوں، وہ یہ کہ اعلیٰ حضرت کے دور میں حضرت علامہ قادر بخش سہسرامی علیہ الرحمہ سے کسی نے پوچھا کہ سنی اور وہابی کے درمیان جو فرق ہے اس کو ایسے سادہ انداز میں بیان کر دیں کہ سب لوگوں کی سمجھ میں آجائے تو حضرت موصوف نے برجستہ فرمایا تھا کہ جس آدمی کے بارے میں یہ سمجھنا ہو کہ یہ سنی ہے یا وہابی تو اس کے سامنے اعلیٰ حضرت کا ذکر چھیڑ دو اعلیٰ حضرت کا ذکر سن کر چہرہ مسرت سے کھل اٹھے تو سمجھ لینا کہ وہ سنی ہے، اپنا ہے اور اگر اعلیٰ حضرت کا نام سن کر چہرے پر ناگواری کا اثر ظاہر ہو تو سمجھ لینا کہ وہابی ہے، بیگانہ ہے۔

بالکل یہی حال آج ہمارے دور کا ہے سنی اور صلح کلی کو آج لوگ گڈ مڈ کر دینے کی فکر میں ہیں ۔ایسے میں آج اگر کوئی سنی اور صلح کلی کا فرق سمجھنا چاہے تو بلا تامل عرض کر دوں کہ اس آدمی کے سامنے حضور تاج الشریعہ کا ذکر چھیڑ دیجئے ،اگر چہرے پر بشاشت کی کرن نظر آئے تو سمجھ جائیے کہ سنی ہے اور چہرے کا جغرافیہ بدل جائے تو فیصلہ کر لیجئے کہ وہ صلح کلی ہے اور حاصل کلام کے طور پر عرض کر دوں کہ جب دنیا میں نمرودیت پھیلی تو خدا نے اپنا دین بچایا حضرت خلیل اللہ کے ذریعہ، جب فرعونیت پھیلی تو خدا نے اپنا دین بچایا حضرت کلیم اللہ کے ذریعہ، جب بوجہلیت پھیلی تو خدا نے دین بچایا سید الانبیا کے ذریعہ، جب یزیدیت پھیلی تو خدا نے اپنا دین بچایا سید الشہدا کے ذریعہ اور اگر ماضی قریب میں جھانک کر دیکھیں تو جب دنیا میں الحادیت پھیلی تو خدا نے اپنا دین بچایا مجدد الف ثانی کے ذریعہ، جب دنیا میں وہابیت پھیلی تو خدا نے اپنا دین بچایا امام احمد رضا کے ذریعہ اور جب دنیا میں لاقانونیت پھیلی تو خدا نے اپنا دین بچایا مفتی اعظم کے ذریعہ ،اور آج جب دنیا میں صلح کلیت پھیل رہی ہے تو خدا اپنا دین بچا رہا حضور تاج الشریعہ کے ذریعہ۔

اعلیٰ حضرت کے تفقہ، حجتہ الاسلام کے تدبر، مفسر اعظم کی نکتہ آفرینی اور مفتی اعظم کے جلوۂ تصوف کا نام تاج الشریعہ ہے ،اور میرا وجدان بولتا ہے کہ آج مسلک اعلیٰ حضرت کا نام تاج الشریعہ ہے۔